شیخ الاسلام علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی
سیاسی خدمات
فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی رحمہ اللہ
جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا
web alhaqqania.org

شیخ الاسلام علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی

سیاسی خدمات

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی دامت برکاتہم نے تحریک پاکستان میں جو سیاسی خدمات انجام دی ہیں ان کی تفصیلات حضرت مولانا کی خودنوشت سوانح حیات ''انوارالنظر'' اور دوسری مطبوعہ تحریرات میں شائع ہوچکی ہیں، اس وقت اختصار کے ساتھ مولانا کی چند خدمات کا انہی مطبوعات کو سامنے رکھ کر بطور مشتے از خروارے ذیل میں تذکرہ کیا جاتا ہے۔ مولانا اپنی ذات سے ایک انجمن ہیں، آپ موجودہ دور کے بہت بڑے صاحب درس وتصانیف علماء میں سے ہیں اور دور حاضر کے علماء کی صف اول میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

تعلیم وتعلم

مولانا دیوبند میں ۱۳۱۰ھ میں پیدا ہوئے، آپ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے حقیقی بھانجے ہیں، دیوبند میں ابتدائی تعلیم کے بعد بچپن ہی میں اپنے ماموں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں آ گئے تھے، پھر حضرت تھانوی ہی کی تجویز سے جامع العلوم کانپور اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں تعلیم کی تکمیل کی، تعلیم سے فراغت کے بعد مدرسہ مظاہر العلوم ہی میں مدرس مقرر ہوئے، اس کے بعد تھانہ بھون میں قیام کیا اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے زیر سایہ علمی وتحقیقی کاموں درس، افتاء اور بلند پایہ حدیثی اور فقہی تالیفات میں مصروف ہو گئے اور تھانہ بھون کو آپ نے اپنا وطن بنالیا۔ مولانا نے تھانہ بھون کے علاوہ کچھ عرصہ مدرسہ راندیر یہ رنگون اور مدرسہ اشرف العلوم ڈھاکہ، ڈھاکہ یونیورسٹی، مدرسہ عالیہ ڈھاکہ، جامعہ قرآنیہ ڈھاکہ میں بھی علمی وتدریسی خدمات سرانجام دی ہیں اور اب دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار ضلع حیدرآباد میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔ مولانا موصوف ان علماء میں سے ہیں جنہوں نے نہ یہ کہ قیام پاکستان کی حمایت میں صرف فتاویٰ جاری کئے بلکہ خود اس تحریک میں بنفس نفیس شریک ہو کر حصہ لیا اور عملی طور پر اس کیلئے جدوجہد اور سعی بلیغ سے کام لیا اور شب وروز کی انتھک محنت اور کوششوں اور مجاہدانہ بیانات اور عملی سرگرمیوں کے ذریعہ اس تحریک میں کارہائے نمایاں انجام دیے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کا نظریہ

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے نزدیک غیر منقسم ہندوستان میں کانگریس کی شرکت اور ہندوؤں کے ساتھ اشتراک عمل اس لئے مضر تھا کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں، ان کے نظریات الگ، طور طریق الگ، تعلیم وتمدن الگ ہیں، اور یہی اسلام کی بنیاد پر مسلم اور غیر مسلم دوقومی نظریہ اور اصول ہے جس پر پاکستان کی بنیاد ہے، مولانا اس نظریہ اور اصول کی حمایت اور کانگریس کی متحدہ قومیت کے ساتھ اختلاف میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے نہ صرف موافق بلکہ ان کے دست راست اور رفیق کار رہے اور حضرت کے ارشاد پر عملی خدمات میں آگے آگے رہے اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

مسلم لیگ اور کانگریسی آویزش کے دوران جب بہت سے سوالات حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں آئے تو حضرت کے ارشاد سے مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی نے ہی گیارہ بارہ سوالات جمعیت علماء ہند اور مسلم لیگ کو بھیجے تھے، مسلم لیگ کے جوابات سے چونکہ حضرت تھانوی کو اطمینان ہو گیا تھا اس لئے حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان فرما دیا تھا۔

لیگ کے اجلاس پٹنہ میں شرکت

۲۶ دسمبر ۱۹۳۸ء کو مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس جب پٹنہ میں ہوا تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا ظفر احمد صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی، مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری، مولانا شبیر علی صاحب تھانوی پر مشتمل ایک وفد روانہ کیا اور ایک پیام بھی اجلاس میں پڑھنے کیلئے بھیجا جس کو مولانا ظفر احمد صاحب نے ہی اجلاس میں پڑھ کر سنایا۔

قائد اعظم سے ملاقات

اجلاس پٹنہ سے ایک دن پہلے اس وفد نے قائداعظم سے ملاقات کی، مولانا ظفر احمد صاحب نے قائداعظم سے فرمایا کہ مسلمان ایک مذہبی قوم ہے، جب تک سیاست کو مذہب کے ساتھ ملایا نہ جائے گا کامیابی نہ ہوگی، آپ بھی مسلم لیگ میں مذہب کو شامل کرلیں، قائداعظم نے کہا کہ میرا تو خیال ہے کہ سیاست کو مذہب سے علیحدہ رکھا جائے، اس پر مولانا نے فرمایا کہ یہ تو یورپ کی سیاست ہے، اسلامی سیاست یہ ہے کہ خلیفہ اسلام قائد حرب بھی تھا اور نماز کا بھی امام تھا، جب تک مسلمان اچھے رہے یہی صورت رہی، جب سے سیاست نے مذہب کو چھوڑا تنزل شروع ہوگیا۔ اس کا قائداعظم پر یہ اثر ہوا کہ اگلے دن کھلے اجلاس میں فرمایا کہ اسلام عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق اور سیاست کا مجموعہ ہے، قرآن کریم نے سب کو ساتھ ساتھ بیان کیا ہے، اس لئے سیاست کے ساتھ مذہب کو بھی لینا چاہئے۔

اجلاس کا نماز کیلئے التوا

اسی ملاقات میں تھانہ بھون کے اس وفد نے مسلم لیگ کے ذمہ دار ارکان سے یہ درخواست بھی کی تھی کہ وہ نماز پڑھا کریں، قائداعظم نے اس جھگڑے کا حل چاہا امام دیوبندی ہو یا بریلوی ہو، مولانا نے فرمایا آپ یہ اعلان کردیں کہ ہم سب جماعت سے نماز پڑھا کریں گے، اس پر جس کے پیچھے آپ ہوں گے سب اسی کے پیچھے نماز پڑھیں گے، چنانچہ اجلاس مسلم لیگ ۲ بجے یہ کہہ کر ملتوی کردیا گیا کہ سب صاحب نماز پڑھیں گے، قاضی شہر امام بنے، قائداعظم سمیت تمام لوگوں نے جن کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی ان کی اقتدا میں نماز ادا کی۔

آرمی بل

حکومت ہند نے ایک بل آرمی بل کے نام سے پاس کیا تھا، کانگریس نے بظاہر اس کی مخالفت کی تھی لیکن اس کے برعکس مسلم لیگ نے اس کی حمایت کی تھی، اس کی تحقیق کیلئے حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے جو وفد قائداعظم کے پاس بھیجا تھا مولانا ظفر احمد صاحب بھی اس میں شریک تھے۔

جھانسی کا الیکشن

مسلم لیگ نے کانگریس سے علیحدہ ہوکر پہلا الیکشن جھانسی کے علاقہ میں لڑا تھا، جھانسی کے مسلمانوں نے حضرت تھانوی سے دریافت کیا تھا کہ مسلم لیگ اور کانگریس میں سے کس کو ووٹ دیا جائے، حضرت تھانوی کے مشورہ طلب فرمانے پر مولانا ظفر احمد صاحب نے فرمایا کہ آپ یہ لکھ دیں کہ کانگریس کو ووٹ نہ دیا جائے، چنانچہ اسی مضمون کا تار جھانسی کے مسلمانوں کو دے دیا گیا، مسلم لیگ اس الیکشن میں کامیاب ہوگئی، اس کی خوشخبری سنانے کیلئے مولانا شوکت علی وغیرہ تھانہ بھون آئے اور تھانہ بھون میں جلسہ بھی کیا، اس جلسہ میں مولانا ظفر احمد صاحب نے ہی حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی طرف سے تقریر کی تھی اور فرمایا تھا کہ مسلم لیگ تجربہ کے بعد کانگریس سے علیحدہ ہوگئی ہے، اب ہم اس کے ساتھ ہیں، مگر جب تک لیگ کے عہدہ داران دین اور مذہب کے پورے پابند نہ ہوجائیں ان پر بھی پورا بھروسہ نہیں کیا جاسکتا، اس لئے لیگ کے ارکان کو لازم ہے کہ وہ دیندار بنیں اور نماز کی پابندی کریں، مولانا کی یہ چند وہ سیاسی خدمات ہیں جن کو جمعیت علماء اسلام کے قیام سے بھی پہلے غیر منقسم ہندوستان میں ارکان مسلم لیگ کی اصلاح کیلئے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی سرپرستی میں آپ نے انجام دیا تھا۔

جمعیت علماء اسلام کا قیام

آل انڈیا جمعیت علماء اسلام کانفرنس کا پہلا اجلاس محمد علی پارک کلکتہ میں مولانا ظفر احمد صاحب کی صدارت میں ہی منعقد ہوا تھا۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی جو جماعت مسلم لیگ کی حمایت کررہی تھی اس نے یہ تجویز کیا کہ مطالبۂ پاکستان کیلئے علماء کا اپنا ایک مستقل مرکز قائم ہونا چاہئے، کیونکہ جمعیت علماء ہند کانگریس کا ساتھ دے رہی تھی، چنانچہ ۱۹۴۵ء میں جمعیت علماء اسلام کی بنیاد کلکتہ کی اس کانفرنس میں رکھی گئی، چارروز تک اس کے اجلاس ہوتے رہے، ۵۰۰ سے زیادہ علماء اور مشائخ نے اس میں شرکت کی۔ اسی اجلاس میں مولانا ظفر احمد صاحب کی تحریک پر ہی حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی کو جمعیت علماء اسلام کا صدر منتخب کیا گیا تھا اور مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی کو نائب صدر مقرر کیا گیا۔

حضرت علامہ شبیر احمد صاحب کو صدارت کیلئے تیار کرنا

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب کی صدارت کی اس قرارداد کو لے کر جب مولانا ظفر احمد صاحب دیوبند پہنچے ہیں تو علامہ عثمانی صاحب نے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ بھائی میں تو سولہ مہینے سے صاحب فراش ہوں، مجھ میں سفر کی ہمت کہاں؟ اور اس کیلئے صدر کو جابجا جلسے کرنا اور تقریر کرنا ہوگی، اس پر مولانا نے

کہا کہ آپ صدارت قبول فرمالیں کام کی ذمہ داری میں اپنے سر لیتا ہوں، مولانا عثمانی نے اس پر خوش ہو کر صدارت قبول فرمالی۔

لیاقت کاظمی الیکشن

۲۷ رنومبر ۱۹۴۵ء کے انتخابات ہندوستانی مسلمانوں کیلئے ایک فیصلہ کن حیثیت رکھتے تھے، ضلع مظفرنگر اور ضلع سہارنپور سے ضمنی انتخاب کیلئے کانگریس نے اپنا امیدوار محمد احمد کاظمی صاحب کو منتخب کیا، مسلم لیگ نے نوابزادہ لیاقت علی خان کو ٹکٹ دیا، اتفاق کی بات ہے کہ مولانا ظفر احمد صاحب اور مولانا محمد احمد صاحب کاظمی آپس میں قریبی رشتہ دار تھے، مگر مولانا نے دین کے معاملہ کو قرابت داری سے بلند رکھتے ہوئے ایثار سے کام لیا اور ان کے مقابلہ میں لیاقت علی خان کی کامیابی کیلئے دورہ کیا، اس دورہ نے نہایت دوررس نتائج پیدا کئے اور دورہ کامیاب رہا۔

لیاقت علی خان کا مبارکباد دینا

لیاقت علی خان مرحوم نے مولانا ظفر احمد صاحب کو تار کے ذریعہ مبارکباد دی کہ انہوں نے تین ہزار ووٹوں سے کاظمی صاب کو شکست دی ہے۔

مولانا کا طوفانی دورہ

اب مولانا نے پاکستان الیکشن کے سلسلہ میں طوفانی دورہ شروع کر دیا جس میں تقریباً چار مہینے تک پورے ہندوستان کا مسلسل سفر کیا، ایک قدم یوپی میں تھا تو دوسرا بہار میں، کبھی بنگال میں تو کبھی پنجاب وسرحد میں، کبھی سندھ میں تو کبھی بمبئی میں، ہر روز جلسہ ہوتا تھا، صبح کو کسی جگہ، شام کو کسی جگہ، عشا کے بعد کسی اور جگہ۔

علامہ شبیر احمد صاحب کا اظہار خوشی

مولانا کے اس دورہ کی خبریں خطوط اور اخبارات سے مولانا شبیر احمد صاحب رحمہ اللہ کو ملتی رہتی تھیں، اس زمانہ میں جب ایک بار مولانا کا دیوبند جانا ہوا تو مولانا شبیر احمد صاحب نے خوش ہو کر فرمایا ہمیں یہ امید نہ تھی کہ آپ اس جفاکشی سے کام کریں گے، واقعی آپ نے تو بڑے بڑے ہمت والوں کے حوصلے پست کر دیے۔

لیاقت علی مرحوم کا خط

یہ دورہ کیسا کامیاب رہا اس کیلئے نوابزادہ لیاقت علی خان مرحوم کے خط کا ایک حصہ نقل کر دینا کافی ہے جو موصوف نے ۱۷ ستمبر ۱۹۴۵ء کو دفتر مرکزی مسلم لیگ سے مولانا کے نام ڈھاکہ بھیجا تھا۔

نمبر ۵۰۵۰ محترم المقام زاداللہ مکارمکم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں انتہائی مصروفیتوں کے باعث اس سے قبل آپ کو خط نہ لکھ سکا، مرکزی اسمبلی کے انتخاب میں اللہ پاک نے ہمیں بڑی نمایاں کامیابی عطا فرمائی اور اس سلسلہ میں آپ جیسی ہستیوں کی جدوجہد بہت باعث برکت رہی، آپ حضرات کا اس موقع پر گوشۂ عزلت سے نکل کر میدان عمل میں اس سرگرمی کے ساتھ جدوجہد کرنا بے حد مؤثر ہوا، اس کامیابی پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں، خصوصاً اس حلقۂ انتخاب میں جہاں سے ہماری ملی جماعت نے مجھے کھڑا کیا تھا آپ کی تحریروں اور تقریروں نے باطل کے اثرات بہت بڑی حد تک ختم کر دیے ہیں۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۴۵ء دہلی

عظیم الشان جلسہ

مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں مسلم لیگ کو سو فیصد کامیابی ہوئی تو ہر جگہ خوشی میں جلسے ہوئے، کلکتہ میں بڑا عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں تقریباً دس لاکھ کا اجتماع تھا، مولانا اس وقت ڈھاکہ میں تھے وہاں سے تشریف لا کر جلسے سے خطاب فرمایا۔

مسلم لیگ کے حق میں فتویٰ

۸ مارچ ۱۹۴۶ء کو ڈھاکہ کے ایک شخص محی الدین کے استفسار پر مولانا نے (بعض دوسرے حضرات کے ساتھ مل کر جن میں علامہ سید سلیمان صاحب بھی تھے) لکھا کہ اس وقت مسلمان کانگریس اور اس کی امدادی جماعتوں سے بالکل علیحدہ رہ کر صرف مسلم لیگ کی حمایت کریں۔

ہندوستان کی پیچیدہ صورت حال کا حل

پشاور میں ایک عظیم الشان جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا ظفر احمد صاحب نے فرمایا شریعت کی رو سے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنی قومی جماعت مسلم لیگ کا ساتھ دے تا کہ اپنے قومی نصب العین پاکستان کے حاصل کرنے میں آسانی ہو، ہندوستان کی پیچیدہ حالت کا حل صرف پاکستان ہے۔

حصول پاکستان کیلئے خون کی پیشکش

ایک بیان میں مولانا نے فرمایا کہ حصول پاکستان کیلئے اگر میرے جسم کے آخری قطرۂ خون کی ضرورت ہوگی تو میں اسے دوں گا، مسلم لیگ بحیثیت ایک جماعت کے اگر پیچھے بھی رہ جائے تو اب ہندوستان کے ہزاروں علماء جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم پر جمع ہو چکے ہیں، پاکستان کے حصول میں اگر ہماری جانیں بھی کام آجائیں تو ہم اس سے دریغ نہیں کریں گے۔

کابینہ مشن کے نام تار

برطانوی حکومت نے سیاسی پیچیدگیوں کے حل کرنے کیلئے مزید کوشش کے طور پر کابینہ مشن کے قیام کا اعلان کیا لیکن اس کے ساتھ ہی بعض برطانوی لیڈروں کے بیانات سے یہ تاثر ہو رہا تھا کہ برطانوی گورنمنٹ اب مسلم لیگ کو نظرانداز کرنے کی جرأت اور ارادہ رکھتی ہے، جس سے قدرتی طور پر مسلمانوں اور مسلم لیگ میں ایک اضطراب پیدا ہوا، حضرت مولانا ظفر احمد صاحب نے ۱۸ اپریل ۱۹۴۶ء کو ایک تار برطانوی کابینہ وفد کے نام دہلی روانہ کیا کہ مسلم لیگ مسلم ہند کی واحد نمائندہ سیاسی تنظیم ہے، کل ہند جمعیت علماء اسلام متحدہ طور پر مسلم لیگ کی پشت پر ہے، پاکستان مسلمانوں کا قومی ملی مطالبہ ہے، اس مطالبہ کے انکار کا تصور کسی صورت بھی نہیں کیا جا سکتا ہے، مسلمان اس سوال پر کمی بیشی کر کے کوئی مصالحت کرنے کیلئے تیار نہیں، مسلمان اس مطالبہ ملی کے حصول کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار ہیں۔

سلہٹ کا ریفرنڈم

۹ جون ۱۹۴۷ء کو مسلم لیگ ہائی کمان کا جلسہ دہلی میں منعقد ہوا، اس جلسہ میں حضرت علامہ شبیر احمد صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ مولانا موصوف بھی قائداعظم سے ملاقات کرنے کیلئے ان کی کوٹھی پر تشریف لے گئے، دوران گفتگو میں قائداعظم نے کہا کہ مجھے سرحد اور سلہٹ کے ریفرنڈم کا بہت فکر ہے، سلہٹ اور سرحد کے بارہ میں کانگریس کو ریفرنڈم پر اصرار تھا کہ وہاں کے مسلمانوں کی علیحدہ رائے معلوم کی جائے کہ وہ پاکستان میں رہنا چاہتے ہیں یا ہندوستان کے ساتھ الحاق کرنا چاہتے ہیں، جمعیت علماء اسلام کے ان دونوں عظیم رہنماؤں نے ریفرنڈم کیلئے کام کی ذمہ داری قبول کی۔

مولانا ظفر احمد عثمانی نے سلہٹ کی ذمہ داری سنبھالی، پولنگ میں صرف پانچ دن باقی تھے کہ آپ سلہٹ پہنچے اور اس کے مضافات کا دورہ کیا اور پولنگ کے دن تک سلہٹ میں مقیم رہے، پولنگ کے دن شام کو پولنگ سٹیشن سے اطلاع ملی کہ مسلم لیگ ۵۰ ہزار ووٹ سے جیت گئی ہے اور سلہٹ پاکستان میں شامل ہو گیا ہے۔ مولانا نے شکرانہ کے نفل پڑھے اور ڈھاکہ روانہ ہو گئے، اس کامیابی پر مولانا نے نوابزادہ لیاقت علی خان کو مبارکباد دی، انہوں نے جواب دیا کہ اس مبارکباد کے آپ زیادہ مستحق ہیں۔

پرچم کشائی

۲۷ ر رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۴ راگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان منصۂ ظہور پر جلوہ گر ہوا، ڈھاکہ میں پرچم کشائی کی رسم کیلئے خواجہ ناظم الدین صاحب مرحوم نے مولانا ظفر احمد صاحب کی سابقہ خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کو دعوت دی، مولانا نے سورہ انّا فتحنا لک کی آیات تلاوت کیں، تمام وزراء اور عمائد مسلم لیگ خاموش باادب سنتے رہے، پھر بسم اللہ کر کے مولانا نے پاکستان کا پرچم لہرایا، یہ جمعہ کا دن تھا، لال باغ جامع مسجد میں جمعہ سے پہلے تقریر میں ارباب حکومت کو آئین اسلامی نافذ کرنے کی اور عوام نیز فوج و پولیس کو نماز، روزہ سے شعائر اسلام کی پابندی کرنے کی تلقین کی۔

مولانا ظفر احمد عثمانی اور آئین اسلامی

ابھی ملک کی تقسیم ہی نہیں ہوئی تھی کہ مولانا پاکستان کیلئے اسلامی آئین بنانے کیلئے قائدین مسلم لیگ کو آمادہ کرتے رہے ہیں اور مسلم لیگ کے عمائد سے

اس سلسلہ میں گفتگو کر کے ان سے پاکستان میں آئین اسلامی جاری کرنے کا وعدہ کراتے رہے ہیں اور اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ خود بھی اس کا اعلان کرتے رہے ہیں، چنانچہ تقسیم سے پہلے ۱۱ جون ۱۹۴۷ء کو مولانا کی قائد اعظم سے جو ملاقات ہوئی تھی اس میں مولانا نے بھی قائد اعظم سے فرمایا تھا کہ آپ اس کا اعلان کردیں کہ پاکستان کا آئین اسلام ہوگا ہم ان شاء اللہ صوبہ سرحد اور سلہٹ دونوں کا دورہ کریں گے اور مسلم لیگ ہی کامیاب ہوگی ان شاء اللہ، قائد اعظم نے کہا جب پاکستان میں مسلمانوں کی اکثریت ہوگی تو آئین اسلامی کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے، مولانا نے فرمایا کہ ترکی میں بھی تو مسلمانوں کی اکثریت ہے مگر مصطفی کمال پاشا نے اسلامی قانون جاری نہیں کیا، بعض لوگوں کو مسلم لیگ سے بھی ایسا ہی خطرہ ہے، سرحد کا علاقہ بہت سخت ہے، وہاں کے علماء وعوام اس وقت تک مسلم لیگ کو ووٹ نہ دیں گے جب تک نظام اسلام جاری کرنے کا وعدہ نہ کیا جائے، انہوں نے فرمایا آپ اپنی تقریروں میں میری طرف سے اس کا اعلان کردیں کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہوگا۔

۱۹۵۶ء کے آئین میں اگرچہ قرارداد مقاصد کے مطابق آئینی طور پر یہ تسلیم کرلیا گیا تھا کہ پاکستان کا کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا اور مروجہ قوانین میں جو قرآن وسنت کے خلاف ہوگا اس کو قرآن وسنت کے موافق بنادیا جائے گا۔ ۱۹۵۲ء میں ملک غلام محمد صاحب گورنر جنرل جب ڈھاکہ تشریف لائے تو مولانا نے علماء کے ایک وفد کے ساتھ گورنر جنرل سے ملاقات کی اور دستور اسلامی کے جلد سے جلد جاری کرنے پر زور دیا، انہوں نے وعدہ کیا کہ یہ کام جلد پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ ۱۹۵۳ء میں بعض ترمیموں کے ساتھ بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی دوسری رپورٹ خواجہ ناظم الدین صاحب نے پیش کی، اس پر غور کرنے کیلئے مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی نے ہر مکتب خیال کے علماء کو دوبارہ کراچی میں جمع کیا، اس میں بھی مولانا شریک تھے۔ لیکن اس کے باوجود اس آئین میں بھی کئی دفعات خلاف اسلام پائی جاتی ہیں، علمائے کرام نے جن میں حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی بھی شامل تھے اس آئین پر غور وخوض کیا اور اس کی اس مذکورہ بنیادی دفعہ کو کہ ''کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا'' کو ملحوظ رکھتے ہوئے قرآن وسنت کے موافق شرعی ترمیمات پیش کیں، ان ترمیمات کے ساتھ وہ آئین اسلامی بن جاتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ۱۹۵۶ء کے آئین کو اس شرعی ترمیم کے ساتھ بحال کیا جائے، امید کہ تمام مسلمان علماء کے ہمنوا بن کر اسلامی آئین کی کوشش فرمائیں گے اور جب تک یہ مکمل قانون نافذ ہو ترمیمات کے ساتھ ۱۹۵۶ء کا قانون گوارا کریں، کہ بہ نسبت اور قانون کے یہ قانون اسلام سے زیادہ دور نہیں ہے، چند ترمیمات سے ہی صحیح قانون اور اسلامی قانون بن سکتا ہے۔

(بشکریہ ہفت روزہ صوت الاسلام لاہور ۱۷ر جولائی ۱۹۷۰)